ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا

فقہی مقام و مرتبہ

تحریر: ڈاکٹر غزالہ بٹ

جب تک سرور کائنات حضور اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما رہے اس وقت تک علم و فتوی کی مرکزی حیثیت کے حامل رہے۔ اور جب آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر اکابر صحابہؓ جو شریعت کے راز دان اور احکام اسلامی کے شناس تھے آپ کے جانشین ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تو وہ تمام علماء کو بلاتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی حدیث یاد ہوتی تو وہ بیان کرتے ورنہ احکام منصوصہ پر قیاس کر کے فیصلہ کر دیتے۔ اکابر صحابہؓ میں سے مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کی شخصیات زیادہ تر فقہ و فتاوی کی مجلس کے مسند نشین ہوئے۔ غیر منصوص احکام کے بارے میں ان کے پیش نظر مختلف اصول تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنھما کا مسلک تھا کہ اگر پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق کتاب و سنت اور اثر سے کوئی جواب معلوم ہوتا تو مسئلہ بتا دیتے اور اگر کوئی آیت یا حدیث یا خلفائے راشدین سابقین کے آثار معلوم نہ ہوتے تو خاموش ہو جاتے۔(۱)

جبکہ حضرت عائشہؓ قرآن و حدیث میں مسئلہ کو نہ پاتیں تو عقلی قیاس کرتیں۔ اور آپ جوبات فرماتی تھیں جو توجیہ آپ کرتی تھیں وہ بالکل عقل کے مطابق ہوتی تھی۔ اور مشکل سے کوئی احادیث ایسی ملے گی جسے باور کرنے کیلئے عقل انسانی کو دور دراز کی تاویلوں سے کام لینا پڑے۔(۲)

فقہی اعتبار سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہ صرف خواص عورتوں پر بلکہ دیگر تمام ازواج مطہرات پر بھی جو شرف حاصل تھا وہ بذات خود آپ کے مقام، عظمت و فقاہت کی رفعت کی واضح دلیل ہے۔ کتاب و سنت اور فقہ و احکام میں ان کا مرتبہ اس قدر اعلی ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آپ کا شمار حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ کی صف میں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ایک فقیہ اور فقیہہ کیلئے جن اوصاف حمیدہ سے متصف ہونا جن شرائط کی پاسداری کرنا' جن تقاضوں کا لحاظ کرنا' فہم و فراست کے جن معیار پر پورا اترنا' حکمت و دانائی کے اظہار کی جس قوت پر قادر ہونا اور اصابت رائے کے جس ملکہ کا ہونا ضروری ہے وہ تمام کی تمام بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح آپ کو "افقہ الناس" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"کانت افقہ الناس واعلم الناس واحسن الناس رایافی العامة"(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہہ' سب سے زیادہ علم اور عوام میں سب سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں :

"مارائیت احدااعلم بفقہ وبطب ولابشعرمن عائشہؓ"(۴)

ترجمہ : میں نے فقہ' طب اور شعر میں عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے فرماتے ہیں :

"مارائیت احدا اعلم بسنن رسول اللہ ﷺ ولا فقہ فی رای ان احتیج الی رایہ ولا اعلم باية فیمانزلت ولافریضة من عائشة"(۵)

ترجمہ : میں نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو جاننے والا اور رائے کو طلب کرنے میں ان کی ضرورت پڑے تو ان سے زیادہ فقیہہ اور آیات کے شان نزول اور فرائض کے مسئلہ کا واقف کار' حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک اور روایت میں ان الفاظ سے آپ کی عظمت کا اظہار کرتے ہیں :

"مارائیت احدااعلم بالقرآن ولابفریضة ولابحلال ولابحرام ولا بفقة ولابشعر ولابطب ولا بحدیث العرب ولا بنسب من عائشه"(۶)

ترجمہ : قرآن' فرائض۔ حلال' حرام' فقہ' شاعری' طب' تاریخ عرب اور روایت نسب میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی عالم کو نہیں دیکھا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں :

"مااشکل علینااصحاب محمدرسول اللہ ﷺ حدیث قط فسالنا عائشة الا وجدناهامنه علما"(۷)

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

ترجمہ : ہم صحابہؓ کو کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی کہ جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور وہ اس کے متعلق ان کے پاس کچھ معلومات ہمیں نہ ملی ہوں۔

قبیعہ بن ذدیب فرماتے ہیں :

"کانت عائشه اعلم الناس یسئلونها اکابر الصحابة"(۸)

ترجمہ : حضرت عائشہ لوگوں میں زیادہ جاننے والی تھیں۔ اکابر صحابہ ان سے سوال کیا کرتے تھے۔

کسی نے حضرت مسروق تابعی سے پوچھا کہ کیا حضرت عائشہؓ فرائض سے واقف تھیں تو جواب دیا :

ای والذی نفسی بیده لقد رایت مشیخة اصحاب محمد ﷺ اکابر یسئلونها عن الفرائض"(۹)

ترجمہ : وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے نبی اکریم ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا وہ ان سے فرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

مصطفی قدودة آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :

"وکان القضاة یجتمعون عندها لحل بعض مشاکل"(۱۰)

ترجمہ : قاضی ان کے ہاں جمع ہو کر بعض مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

مشکوٰۃ المصابیح میں صحیح مسلم 'کتاب الفضائل' کے حوالہ سے حضور اکرمؐ سے روایت ہے کہ :

"انا تارک فیکم الثقلین اولها کتاب فیه الهدی والنور فخذوا کتاب الله ثم قال واهل بیتی واذکرکم فی اهل بیتی"(۱۱)

ترجمہ : میں تم میں دو پختہ چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی ان میں کتاب ہے۔ اس میں ہدایت و نور ہے تو اس اللہ کی کتاب کو پکڑو پھر فرمایا اور میرے گھر والے۔

خاندان نبوت میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اس لئے کہ کتاب اللہ کے اسرار و رموز سے نقاب کشائی کرنے والا سنت رسول پر عملی مظاہرہ کرنے والا ان سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا۔ صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ کو صرف جلوت میں دیکھتے تھے۔ اور آپ جلوت و خلوت دونوں میں ہم نشینی کا اعزاز حاصل کیے ہوئیں تھیں۔ اس لئے "ماینطق عن الهوی"(۱۲)

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی : الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆

کے مقام پر فائز ہونے والے شخصیت نے ارشاد فرمایا:

"فضل عائشہ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام"(۱۳)

ترجمہ: عائشہ کو عام عورتوں پر اسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو عام کھانوں پر۔

ابن حزم الاندلسی نے اپنی تالیف "رسالۃ فی المفاضلۃ بین الصحابۃ" میں ازواج مطہرات کی فضیلت کے بارے میں لکھا ہے:

"ان افضل الناس بعدالانبیاء علیہم السلام نساء رسول اللہ ﷺ ثم ابوبکر"(۱۴)

ترجمہ: انبیاء علیہ السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل رسول اللہ کی بیویاں ہیں پھر ابوبکرؓ۔

اور پھر حضرت عائشہؓ کی فضیلت کے بارے میں استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں:

"قیل رسول اللہ ﷺ من احب الناس الیک قال عائشۃ قال من الرجال قال ابوھا۔ وقدقال اللہ تعالی وماینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحی۔ فصح ان کلامہ علیہ السلام بانھااحب الناس الیہ وحی اوحاہ اللہ تعالی الیہ"(۱۵)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں میں سے افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ۔ پوچھا گیا مردوں میں سے کون تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ۔ بیشک عائشہ حضور ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ تھیں۔ پھر ان کے باپ۔ اور تحقیق اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے مگر یہ کہ وہ وحی ہوتی ہے۔ تو آپ کا کلام صحیح ہے کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ یہ سب اللہ کی طرف سے وحی ہے جو کہ آپ پر اتاری گئی۔

حضرت عائشہؓ کے فقہی استدلال

حضرت عائشہؓ نے مختلف مسائل میں اپنی رائے پیش کی۔ خاص طور پر کتاب سے استدلال، استنباط اور قیاس کرنے میں۔ آپ کو اللہ تعالی نے حکمت بالغہ سے سرفراز کیا تھا۔ ذیل میں مختلف فقہی مسائل میں آپ کی آراء پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کے پروردہ ہیں

۱۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

"حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی"(۱۶)

ترجمہ: نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی۔

صحابہ کرامؓ میں صلوٰۃ الوسطی کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ کوئی فجر کو صلوٰۃ الوسطی اور کوئی مغرب کو قرار دیتا ہے۔ جبکہ آپ کی رائے میں صلوٰۃ الوسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔

ایک غلام ابو یونس آپ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہؓ نے مجھے قرآن کریم لکھنے کیلئے کہا اور فرمایا کہ جب اس آیت "حافظوا علی الصلوٰۃ ۔۔۔ الخ" پر پہنچو تو مجھے بتانا" جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے اس کی تفسیر لکھنے کو کہی جو کہ عصر کی نماز کے بارے میں تھی کہ صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے"(۱۷)

آپ کی بیان کردہ روایات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ جن احکام اور واقعات کو نقل کرتی ہیں تو اکثر ان کے اسباب اور علل کو بھی بیان کرتی ہیں اور وہ خاص حکم جس مصالح پر مبنی ہوتا ہے ساتھ ساتھ اس کی تشریح بھی کرتی جاتی ہیں۔ صحیح بخاری میں جمعہ کے دن غسل کرنے کے بارے میں مختلف احادیث ذکر کی گئیں۔ ان میں حضرت عائشہؓ کی روایت بھی بیان کی گئی۔ حضرت عائشہؓ اپنی فقہی بصیرت کی بنا پر نہ صرف واقعہ کو روایت کرتی ہیں بلکہ اس کی علت پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے روایت ہے۔ اپ نے کہا کہ جمعہ کے دن لوگ اپنے اپنے گھروں سے مدینہ منورہ کے باہر کی آبادیوں سے آتے تھے۔ اور گرد و غبار اور پسینہ میں شرابور ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب ان میں سے آپ کے پاس آئے حالانکہ وہ میرے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا۔ بہتر ہو تا کہ اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو۔ (۱۸)

ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں:

"حضرت عمرہؓ نے غسل کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ لوگ اپنے کام کاج اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے (یعنی کھیتی باڑی) جب وہ جمعہ میں جاتے تھے تو اسی ہیت میں چلے جاتے اس لئے ان سے کہا گیا کہ تم غسل کر لیا کرو"(۱۹)

متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہؓ نے اپنے اجتہاد یا کسی روایت کی وجہ سے کوئی مسئلہ بیان کیا لیکن حضرت عائشہؓ نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اس کو رد کر دیا اور آج تک ان مسائل میں حضرت عائشہؓ کا قول ہی مستند سمجھا جاتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

حضرت ابن عمر فتویٰ دیتے تھے کہ نہاتے وقت چوٹیا کھول کر بالوں کو بھگونا ضروری ہےحضرت عائشہؓ نے جب یہ سنا تو فرمایا' کہ وہ عورتوں کو یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ اپنے چونڈے منڈوا ڈالیں۔ جبکہ میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے نہاتی تھی اور بال نہیں کھولتی تھی(۲۰)

حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بات حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے فرمایا"نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی مگر وضو نہ کیا"(۲۱)

فرض غسل کیلئے "فروج ما" کی ضرورت ہے یا نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ضروری ہے کیونکہ "الماء من الماء"

جب حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا کہ :

"حضرت جابر نے غلطی کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے"(۲۲)

ایک دفعہ اپنی بھتیجی کو باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا اور فرمایا :

"تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں کیا فرمایا اور پھر ان کیلئے موٹا دوپٹہ منگوایا"(۲۳)

ایک شخص نے پوچھا کہ اہل عجم اپنے تہواروں میں جانور ذبح کر کے مسلمانوں کو ہدیہ بھیجتے ہیں کیا ان کا کھانا جائز ہے تو فرمایا :

"ان کا ذبیحہ مت کھاؤ اور ان کے پھلوں سے کھاؤ"(۲۴)

ایک مرتبہ یہ مسئلہ پیش ہوا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق لینے کا اختیار اسے دے اور بیوی اس اختیار کو واپس کر کے اپنے شوہر کو قبول کرے تو کیا پھر بیوی پر کوئی طلاق پڑے گی۔ حضرت علی اور حضرت زید کے نزدیک ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ کے نزدیک اس صورت میں ایک طلاق بھی واقع نہ ہو گی۔ اور قیاس اس واقعہ پر کیا' جب حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ خواہ دنیا قبول کریں یا کاشانہ نبوت میں رہ کر فقر و فاقہ کی زندگی پسند کریں سب نے دوسری صورت کو قبول کیا۔ اور ان پر کوئی طلاق واقع نہ ہوئی۔(۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں سے گھوڑا' گھر اور عورت۔ یہ سن کر آپ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا : قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے محمد پر قرآن اتارا۔ آپ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا۔ البتہ فرمایا ہے کہ اہل جاہلیت ان سے نحوست کی فال لیتے تھے۔(۲۶)

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

اسلام میں نکاح کے جواز کیلئے لڑکیوں کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا "بیوہ عورتوں سے اس کا حکم طلب کیا جائے اور کنواری عورتوں سے اجازت لی جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو جو فطری حیااور شرم عطا کی ہے اس کی بنا پر زبان سے رضامندی کا اظہار مشکل ہے تو ام المؤمنین نے اس مسئلہ کی مشکل کشائی کیلئے فرمایا کہ "باکرہ کی خاموشی میں اس کی رضا ہے" (۲۷)

واقعہ معراج اور حضرت عائشہؓ

واقعہ معراج النبی ﷺ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کا موقف جمہور صحابہ سے مختلف ہے۔

علامہ سنوی مالکی تحریر کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ۴۔ اقوال ہیں۔ جن میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا قول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو رویت باری تعالیٰ نہیں ہوئی' حضرت ابن عباسؓ کا قول یہ کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ سے دیکھا۔ یہی حضرت انس کا نظریہ بھی ہے۔ اور امام ابوالحسن اشعری بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ اور بعض مشائخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے (۲۸)

اس مسئلہ کی تفصیل اور حضرت عائشہؓ کے مؤقف کی تفصیل صحیح مسلم کی جلد اول کی حدیث نمبر ۳۴۷ باب معنی حقوق اللہ عزوجل ولقدراہ نزلۃ اخری وھل رای النبی ﷺ لیلۃ الاسراء" میں ملتی ہے۔

حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے ابو عائشہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تینوں میں کسی کا بھی قول کرے وہ اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھے گا۔ میں نے پوچھا وہ کون سی باتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا پہلی بات یہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ پہلے میں ٹیک کے سہارے بیٹھا تھا۔ یہ سن کر سنبھل کر بیٹھ گیا اور میں نے عرض کیا ام المؤمنین ذرا ٹھہریے اور مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجئے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

"ولقدراہ بالافق المبین" اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا

اور فرمایا: ولقدراہ نزلۃ اخری" اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا

ام المؤمنین نے فرمایا اس امت میں سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان آیتوں کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ان آیات سے مراد جبرائیل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دو مرتبہ کے علاوہ جبرائیلؑ کو ان کی اس اصل صورت میں نہیں دیکھا تھا۔ جس صورت میں وہ پیدا ہوئے تھے۔ (آپ نے فرمایا) میں نے ایک مرتبہ انہیں اس کیفیت میں دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے۔ اور ان کی جسامت نے تمام آسمان و زمین کو گھیر لیا ہے۔ پھر ام المؤمنین نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "لاتدرکه الابصار وهو يدرک الابصار وهو اللطيف الخبير" آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ اور وہ لطیف اور خبیر ہے۔ اور کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا:

"ماكان لبشران يكلمه الله الاوحيا اومن وراء حجاب۔ اويرسل رسولا فيوحى باذنه مايشاء الله على حكيم"

(اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالی سے بغیر وحی کے کلام کرے یا وہ بشر حجاب کی اوٹ میں ہو یا اللہ تعالی کوئی فرشتہ بھیجے جو اللہ تعالی کی اجازت سے اسکی مرضی کے مطابق اسبشر پر وحی نازل کرے۔ بلاشبہ اللہ تعالی بلند اور حکیم ہے۔

پھر ام المؤمنین نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں سے کچھ چھپا لیا اس نے بھی اللہ تعالی پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔

مسلم شریف کی حدیث نمبر ۳۵۰ میں حضرت عائشہؓ قرآن کریم کی آیت: "ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين اوادنى فاوحى الى عبده مااوحى" کے بارے میں فرماتی ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں۔ پہلے وہ آپ کے پاس انسانی صورت میں آتے تھے۔ اس مرتبہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آئے جو صورت آسمان کے کناروں پر محیط ہوگئی (۲۹)

حضرت عائشہؓ نے کسی حدیث کی بناء پر رویت کا انکار نہیں کیا۔ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے۔

پہلی دلیل ہے: "لاتدركه الابصار وهو يدرک الابصار" (انعام: ۱۰۴)

دوسری دلیل یہ ہے: "ماكان لبشران يكلمه الله الاوحيااومن وراء حجاب اويرسل رسولا (شورى: ۵۱)

ان آیات سے استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

۱۔ ادراک سے مراد احاطہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور جب قرآن مجید میں احاطہ کی نفی کی گئی ہے۔ تو اس سے بغیر احاطہ کے رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔

۲۔ اس آیت میں رویت کے وقت کلام کی نفی کی گئی ہے تو یہ جائز ہے کہ جس وقت آپ نے اللہ کا دیدار کیا ہو اس وقت اس سے کلام نہ کیا ہو۔

۳۔ یہ آیت عام نصوص منہ البعض ہے۔ اور اس کا مخصص وہ دلائل ہیں جن سے رویت ثابت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عام قاعدہ یہی ہے لیکن سیدنا محمدؐ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

۴۔ مشاہدہ کے وقت جس وحی کی نفی کی گئی ہے وہ بلاواسطہ وحی ہے اور ہو سکتا ہے کہ دیدار کے وقت آپ پر کسی واسطہ سے وحی کی گئی ہو۔

۵۔ اس سلسلہ میں علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں :

''اس بحث میں اصل چیز حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور ان سے اس مسئلہ میں استفسار کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے طور سے قرآن مجید سے استدلال کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اور جب صحابی کوئی مسئلہ بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت بیان کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا اور جب صحیح روایات کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو ان روایات کو قبول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا واقعہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن کو عقل سے مستنبط کیا جا سکے۔ یا ان کو ظن سے بیان کیا جائے۔ یہ صرف اسی صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے ظن اور قیاس سے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ علامہ معمر بن راشد نے کہا اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس کا اختلاف ہے۔ اور حضرت عائشہؓ حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ عالم نہیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایات رویت باری کا اثبات کرتی ہیں اور حضرت عائشہؓ کی روایات رویت کی نفی کرتی ہیں۔ اور جب مثبت اور منفی روایات میں تعارض ہو تو مثبت روایات کو منفی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ (۳۰)

حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی حدیث کی بنا پر رویت کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

حواشی

۱۔ محمد سرفراز ڈاکٹر نعیمی 'حضرت عائشہ کی فقہی بصیرت '۸۷ : مطبع مکتبہ نعیمیہ لاہور
۲۔ نیاز فتح پوری 'صحابیات '۵۷ : نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۴ء
۳۔ العسقلانی 'ابن حجر 'الاصابہ فی تمیز صحابہ '۴ / ۳۶۰ 'دار صادر بیروت ۱۳۲۸ھ
۴۔ ایضاً
۵۔ سید سلیمان ندوی 'سیرت عائشہؓ '۱۶۴ مطبع معارف اعظم گڑھ انڈیا ۱۹۴۰ھ
۶۔ زرقانی 'محمد بن عبد الباقی 'شرح علی المواھب اللدنیہ ۲ / ۲۳۴ : دار المعرفۃ 'بیروت
۷۔ ترمذی 'ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ 'جامع ترمذی '۲ / ۲۵۱ : مطبع ملک سراج الدین 'لاہور
۸۔ الذھبی 'شمس الدین محمد 'تذکرۃ الحفاظ ۱ / ۲۸ : دار احیاء تراث عربی 'بیروت ۱۳۷۷ھ
۹۔ العسقلانی 'ابن حجر 'الاصابہ فی تمیز صحابہ '۴ / ۳۶۰
۱۰۔ مصطفیٰ قدورۃ 'عائشہ ام المؤمنین : ۱۳۲۔۱۳۱ : مطبع القاھرہ 'قاھرہ ۱۹۴۷ء
۱۱۔ ولی احمد بن عبد اللہ 'مشکوٰۃ المصابیح '۱ / ۵۶۸ 'اصح المطابع دھلی۔
۱۲۔ القرآن : ۵۳ : ۳
۱۳۔ بخاری 'محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح '۱ / ۵۳۲ 'مطبع نور محمد '۱۹۶۱ء
۱۴۔ ابن حزم الاندلسی 'رسالۃ فی المفاضلۃ بین الصحابۃ '۱۷۲ 'مکتبہ ھاشمیہ '۱۹۴۰
۱۵۔ ایضاً ۱۸۹
۱۶۔ ترمذی 'ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ 'جامع ترمذی '۲ / ۱۴۴
۱۷۔ بخاری 'محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح '۱ / ۱۲۱
۱۸۔ ایضاً ۱ / ۱۲۳
۱۹۔ مسلم بن حجاج القشیری 'الصحیح للمسلم '۱ / ۱۴۹ 'نور محمد اصح المطابع ۱۹۵۶ء
۲۰۔ ترمذی 'ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ 'جامع ترمذی '۱ / ۳۱
۲۱۔ سیوطی 'جلال الدین 'عین الاصابہ '۳ 'مطبع معارف سنۃ اعظم گڑھ ۱۹۵۷ء
۲۲۔ الواقدی 'محمد بن سعد 'الطبقات الکبیر '۸ / ۵۰ للطباعۃ والنشر
۲۳۔ ابن کثیر 'عماد الدین اسماعیل 'تفسیر القرآن العظیم ۱ / ۲۰۵۔ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۲ء
۲۴۔ بخاری 'محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح '۲ / ۷۹۲
۲۵۔ سید سلیمان ندوی 'سیرت عائشہ '۲۸۵

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، ۲/۱۷۷
۲۷۔ ایضاً ۲/۱۷۷
۲۸۔ محمد بن سنوسی، مکمل اکمال المعلم: ۱/۲۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۹۔ یحییٰ بن شرف نووی، شرح مسلم ۱/۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
۳۰۔ ایضاً ۱/۹۷

ماہِ صیام مبارک ہو

عالمِ اسلام کو خداوندِ کریم اتحاد و اتفاق اور استحکام عطا فرمائے (آمین)

ABCO TECHNICAL MULTAN

بچوں کے لئے آسان سوال و جواب کی صورت میں ایک خوبصورت گلدستۂ معلومات

چار کتابوں کا سیٹ

مختصر نصابِ قرآن ☆ مختصر نصابِ حدیث

مختصر نصابِ فقہ ☆ مختصر نصابِ سیرت

ترتیب و پیشکش: پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز.............. ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی

ملک بھر میں ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے

درود شریف کی خوبصورت کتاب جمال و کمال درود شریف مفت حاصل کیجئے

☆ سو کے قریب درود شریف کے مختلف صیغے ☆ صفحات ۲۱۶ ☆ گلیز کاغذ ☆ عمدہ طباعت

☆ نفیس ٹائٹل ☆ ایک صاحبِ دل روحانی شخصیت کی زیر سرپرستی اشاعت ☆

ملنے کا پتہ: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ ۶۸-۷۶ لورینز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸ کراچی

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ: الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆